© rasailojaraid.com

وہ ایک پھول جسے خوشبوؤں نے پالا ہے

منیر عباس ملک

زندگی کے بام و در پر کچھ ستارے ایسے طلوع ہوتے ہیں جو مختصر لمحوں میں دل کے آنگن کو تادیر روشن رکھتے ہیں۔ اُن کی ضیا پاشی کو اگرچہ اجل معدوم کرنے کا اعلان کرتی ہے لیکن اُن کی معصوم جلوہ ریز کرنیں موت سے ان کے امر ہونے کا خراج مانگتی ہیں۔ بلاشبہ سید محمد ذوالکفل بخاریؒ بھی اُنہی روشن ستاروں میں سے ایک ستارہ تھے جو زندگی کے افق پر بہت ہی قلیل وقت تک رہے لیکن جب تک رہے دلوں کے شبستان کو اپنی ضوفشانی سے مستنیر کرتے رہے۔

میرے وہ ہم عصر تھے لیکن عصرِ حاضر کے شاہکار ذہن کے مالک تھے۔ دراز قامت، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین پُروقار چہرہ، دھیمے لہجے کا فرد، سادگی و انکساری کا مرقع، انسان دوستی کی بے نظیر علامت، احباب کی محفل کا بلبلِ ہزار داستان، شعروادب کا امین ایک قدآور سخن گو، باکمال بذلہ سنج۔

اپنے اور بیگانے سے وضع داری سے پیش آنے والا خاندانِ بنی ہاشم کا یہ فردِ فرید یوں ایکا ایکی ہم سے رخصت ہوا کہ ذہن ابھی تک اُن کے دارِ فانی سے چلے جانے کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ مجھے اِس خاندان کی شرفِ معیت کا اعزاز اُس وقت سے حاصل ہے جب حضرت امیرِ شریعتؒ کے صاحبزادے محسنِ احرار جناب سید عطاء المحسن بخاریؒ دارِ بنی ہاشم میں واقع مدرسہ معمورہ میں اعلائے کلمۃ الحق سے سامعین کے قلوب کو منور کرتے تھے۔ خطیبِ عصر کی حریت انگیز خطابت سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ پھر کسی اور جانب رخ کرنے کا کبھی تصور میرے ذہن میں نہ آیا۔ سید ذوالکفل بخاریؒ سے تعلق اِسی محبت کا ایک حوالہ تھا جو ماہ و سال کے گزرنے کے ساتھ بڑھتا چلا گیا۔ شناسائی کے روپ بے تکلفی میں بدل گئے۔ جب بھی ملتے، تبسم کے ساتھ۔ اخلاص و محبت کے منفرد انداز سے تمام تھکاوٹیں دور کردیتے۔ مزاج میں اللہ تعالیٰ نے ایسی لطیف کشش رکھی تھی کہ ملنے والا جدا ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔

تعلیمی پس منظر کے حوالے سے پہلے انگریزی ادبیات میں ایم اے کیا اور ملتان ٹیکنیکل کالج میں بطورِ لیکچرر مقرر ہوئے۔ بعد میں ایم اے اردو بھی کیا۔ ملتان کے ادبی حلقوں میں بھرپور پذیرائی حاصل کرتے رہے۔ ملتان کے تقریباً تمام معروف کالجوں میں ایک عرصۂ دراز تک آپ کو تعلیمی خدمات سرانجام دینے کا موقع ملا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں واپس ملتان تشریف لاتے اور تمام دوستوں اور محبت کرنے والوں کو اپنے پیار کے سائبان میں ایک بار پھر جمع کرتے۔ تعطیلات اِس معمول میں گزار کر پھر چلے جاتے۔

آخری مرتبہ ایک طویل رخصت پر ملتان تشریف لائے۔ میں بھی اُن کی دل افروز محفل سے گاہے بگاہے محظوظ ہوتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہا۔لیکن سوادِ حرم کی معطر فضاؤں نے اِس نجیب الطرفین کو پھر اپنی طرف بلالیا۔ مکۃ المکرّمہ میں ام القریٰ یونیورسٹی میں انگریزی کے پروفیسر مقرر ہوگئے۔ روانگی سے ایک روز قبل لائسنس کی Renewal (بحالی) کے سلسلے میں لائسنس برانچ میں اکٹھے گئے۔ شاہ صاحب اپنی منکسر المزاجی کی وجہ سے اپنا تعارف کروانے سے گریزاں تھےلیکن میں نے افسرِ مجاز سے گزارش کی کہ موصوف مکہ میں ام القریٰ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ چنانچہ اس تعارف کے بعد تمام دفتری انضباطِ کار میں تیزی لاکر ہمیں ٹھیک بیس منٹ بعد لائسنس کی کاپی دے دی گئی۔ میں خوشی خوشی شاہ صاحب کو دارِ بنی ہاشم لایا۔تھوڑی دیر بعد راہِ حیات کا یہ مسافر اپنی ابدی منزل کی طرف روانہ ہوگیا جو شب و روز کے جھروکوں میں اُس کی آمد کا ایک ایک لمحہ شمار کررہی تھی۔

ام القریٰ یونیورسٹی پہنچے کوئی تین ہفتے ہوئے ہوں گے کہ وہ جان لیوا حادثہ پیش آ گیا۔

افسردہ شام کے اُس جھٹ پٹے میں انتہائی کرب کے عالم میں دارِ بنی ہاشم پہنچا تو صبر و استقامت کے کوہِ گراں ابن امیر شریعت جناب پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ صاحب، ذوالکفل شاہ جی کے والد گرامی پروفیسر سید وکیل شاہ صاحب اور ان کے برادرِ جلیل سید کفیل شاہ صاحب موجود تھے اور تمام آنے والے احباب اُن سے تعزیت کر رہے تھے۔شیوۂ تسلیم و رضا کے یہ پیکر مشیتِ ایزدی کے فیصلے پر شاکر نظر آ رہے تھے۔سعودی انتظامیہ کی طرف سے ذوالکفل شاہ جی کے حسنِ خاتمہ کی شہادت ملی کہ آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے کلمہ شہادت پڑھا اور یوں ۳۹ برس کے بھرپور شباب میں یہ صالح مفکر، شاعر اور ادیب مکۃ المکرّمہ میں احاطۂ بنی ہاشم میں ہمیشہ کے لیے محوِ استراحت ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شاہ جی کی علمی شخصیت پر جامع گفتگو اربابِ علم و دانش ہی کا کام ہے کیونکہ وہ ایک طویل عرصے تک ملتان کے ادبی افق پر جلوہ افروز رہے اور ان کے معاصرین ان کی علمی و تحقیقی صلاحیتوں کے معترف ہیں۔ میرے نزدیک وہ دبستانِ علم کا ایک ایسا شگفتہ پھول تھا جس کی ہر کلی ادب کی خوشبو کا ایک بلیغ استعارہ تھی۔ وہ جب تک زندہ رہے،شہر کی رونق رہے۔ادبی جولا نگاہ میں نظم گوئی کے فن کو جس وقار سے نوک قلم سے نظم کرتے اس پر نقد وتبصرہ کے لیے ایک طویل مضمون درکار ہے۔ بخاری کی موت پر دل مغموم اور آنکھیں اشک ریز ہیں۔ نالہ وشیون سے معمور فضا ہماری حرماں نصیبی پر نوحہ گر ہے کہ وہ ہمیں بہت جلد زندگی کے دوراہے پر تنہا چھوڑ گئے۔

زہے نصیب کہ شاہ جی کی بلادِ عرب میں ایسی جگہ تدفین ہوئی جہاں نزولِ رحمت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا۔شام و سحر کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جہاں رحمتوں کی صبا بخشش کی پیامبر بن کر نہ اترے۔ خاندانِ بنو ہاشم کا یہ جواں مرگ نعائمِ فطرت کی ایک جھلک تھی جو آج نظروں سے اوجھل ہے۔

وقارِ سرو و سمن ہے بہارِ لالہ ہے
وہ ایک پھول جسے خوشبوؤں نے پالا ہے

© rasailojaraid.com